

## سبق پھر پڑھ.....!

عبدالغفار عزیز

اپریل کے اختتام پر سری لنکا جانے کا اتفاق ہوا۔ ایشیائی ممالک میں مسلمانوں کو درپیش مسائل کے بارے میں ایک سیسی نار میں شرکت کی۔ شرکانے بہت مفید گفتگو اور مشاورت کے بعد مستقبل کے لیے اہم فیصلے کیے۔ اللہ کی توفیق سے ان پر عمل درآمد ہو گیا تو یقیناً مفید ہوگا۔ بالخصوص ان ممالک میں کہ جہاں مسلم اقلیت کو اکثریت کے ہاتھوں گمبھیر مشکلات کا سامنا ہے۔

خود سری لنکا میں اکثریتی آبادی کا تعلق بدھ مت سے ہے (تقریباً ۷۰ فی صد)، دوسرے نمبر پہ مسیحی، تیسرے نمبر پہ ہندو ہیں اور چوتھے نمبر پہ مسلمان۔ ماضی میں نسلی تعصبات کی آگ نے بہت نقصانات پہنچائے۔ تامل باغیوں نے ۲۰۰۹ء تک وہاں بہت خون ریزی مچائی جسے بھارت کی واضح سرپرستی بھی حاصل تھی، بالآخر سری لنکن فوج نے باغیوں کا مکمل خاتمہ کر دیا۔ اب الحمد للہ مجموعی طور پر تمام شہری باہم شیر و شکر ہیں۔ سیسی نار کا افتتاحی سیشن قصر صدارت میں ہوا۔ صدر مملکت، وزیر اعظم، اسپیکر، تین مسلمان وزرا بھارت سے آئے ہوئے مولانا ارشد مدنی صاحب اور سعودی مشیر برائے مذہبی امور نے خطاب کیا۔

سری لنکا اپنی تاریخ، جغرافیہ، موسم اور تہذیب و عادات کے حوالے سے بہت دل چسپ اور اہم ملک ہے۔ اگرچہ سری لنکا تیسری بار جانا ہوا لیکن اس سفر میں کئی بہت دل چسپ انکشافات ہوئے۔ اتوار کے روز، سفر کے دوران میں پانچ اہم شہروں سے گزر ہوا۔ ہر جگہ بچے یونیفارم پہنے اسکول جا رہے تھے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ چھٹی کے دن ہر مذہب کے بچے اپنے مذہبی اداروں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس مذہبی تعلیم کے نمبر بعد ازاں بچے کی مجموعی تعلیمی اسناد میں شامل کیے جاتے ہیں۔

مسلمان بچوں اور بچیوں کے شاندار تعلیمی اداروں میں بھی جانے کا موقع ملا۔ جماعت اسلامی سری لنکا کے کارکنان سے بڑی تعداد میں ملاقاتیں ہوئیں۔ اس ابتدائی تعارف کے بعد صرف ایک مختصر بات پر غور کرنا پیش نظر ہے۔ اسمبلی کے اسپیکر جناب کارو بے سوریا نے اپنے گھر پہ مہمانوں کے اعزاز میں عشائیہ دیا تو اپنی استقبالیہ تقریر میں کہنے لگے: ”سری لنکن عوام کی ایک نمایاں پہچان اور عادت یہ ہے کہ We are the nation of smiling face (ہم مسکراتے چہروں والی قوم ہیں)۔ ہمارے شہری آپ کو ہمیشہ مسکراتے ہوئے ملیں گے۔ بعض اوقات دو افراد لڑ رہے ہوتے ہیں، تو اس وقت بھی مسکرا رہے ہوتے ہیں“۔ یقیناً یہ بات ۱۰۰ فی صد اسی طرح نہیں ہوگی، لیکن اس دعوے کا جس سری لنکن شہری سے بھی ذکر ہوا، اس نے تائید کی۔

جب سے یہ دعویٰ سنا اور مشاہدہ کیا ہے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بار بار یاد آ رہا ہے کہ: تَبَسُّمُكَ لَوَجْهِ أَحَبِّكَ صَدَقَةٌ ”اپنے بھائی سے مسکراتے چہرے سے تمہارا ملنا بھی صدقہ ہے“۔ ذہن میں بار بار سوال اٹھتا ہے کہ بدھ اکثریت پر مشتمل ایک پوری ریاست اور پوری قوم اگر مسکراہٹ کو اپنی شناخت اور عادت کے طور پر متعارف کروا سکتی ہے، تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے ہم مسلمانوں کا باہم مسکرانا تو عین عبادت ہے، ہم اسے کیوں نہیں اپنا سکتے؟ آپ کے فرمان صدقہ پر غور فرمائیے۔ گویا ہم جب بھی مسکراتے ہیں تو کچھ بھی خرچ کیے بغیر، اللہ کی راہ میں خرچ کر رہے ہوتے ہیں۔ آپ اس بارے میں ہماری مزید حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَا أَنْ تَلْفِي أَحَاكًا بِوَجْهِ طَلْعِي ”کسی بھی نیکی کو حقیر نہ جانو، خواہ وہ تمہارا کھلے ہوئے چہرے اور خندہ پیشانی سے اپنے بھائی کو ملنا ہی کیوں نہ ہو“۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ كَانَ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَسَّامًا ”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسکرایا کرتے تھے“۔ حضرت جریر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد جب بھی آپ نے مجھے دیکھا، آپ مجھے دیکھ کر مسکرا دیے: وَلَا رَأَى الْإِلَهَ تَبَسَّمًا فِي وَجْهِهِ (متفق علیہ)۔ اس کے باوجود ہم اسے اپنی پہچان کیوں نہیں بنا سکتے؟

آپ کی تعلیمات پر تھوڑا سا مزید غور کیا تو یاد دہانی ہوئی، کہ آپ نے تو ہمیں ہر قدم پر نیکیاں سمیٹنے کی بشارت اور ترغیب دی ہے۔ خلق خدا کے لیے ہر ہر بھلائی کو صدقہ قرار دیا ہے۔

مثال کے طور پر ملاحظہ فرمائیے:

تَسْلِيمِهِ عَلَى مَنْ لَقِيَهُ صَدَقَةٌ، جو بھی ملے اسے سلام کہنا صدقہ ہے۔

رَدُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ، مسلمان کا مسلمان کے سلام کا جواب دینا صدقہ ہے۔

إِمَاظَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، راستے سے کوئی بھی تکلیف دینے والی چیز ہٹا دینا

صدقہ ہے۔

إِرْشَاؤُكَ الرَّجُلَ الطَّرِيقَ صَدَقَةٌ، کسی کو راستہ بتا دینا صدقہ ہے۔

مَنْ أَنْظَرَ مُعْبِرًا أَفَلَهُ كُلُّ يَوْمٍ مِثْلَهُ صَدَقَةٌ، تنگ دست مقروض کو مہلت دینا ہر روز

قرض کے برابر صدقہ کرنا ہے۔

إِتِّبَاعُكَ الْجِنَازَةَ صَدَقَةٌ، کسی جنازے کے ساتھ تمھارا چلنا صدقہ ہے۔

إِفْرَاعُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ صَدَقَةٌ، اپنے برتن سے اپنے بھائی کا برتن بھر دینا

صدقہ ہے۔

نَضْرُكُ الرَّجُلِ الرَّجُلَ الرَّدِيءَ الْبَصِيرَ لَكَ صَدَقَةٌ، کمزور نگاہ والے کی مدد کر دینا صدقہ ہے۔

تَعْدِيلُ بَيْنِ الْإِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، دو افراد کے درمیان صلح کروا دینا صدقہ ہے۔

تُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، کسی کو

اس کی سواری پر بیٹھنے میں مدد دینا یا اس کا سامان رکھوانے میں مدد کرنا صدقہ ہے۔

الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، کوئی بھی اچھی بات کہہ دینا صدقہ ہے۔

كُلُّ خَطْوَةٍ تَمَشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، نماز کے لیے جاتے ہوئے ہر قدم صدقہ ہے۔

كُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، ہر تسبیح صدقہ ہے۔

كُلُّ تَحْمِيلَةٍ صَدَقَةٌ، اللہ کی ہر حمد بیان کرنا صدقہ ہے۔

كُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، کلمہ طیبہ پڑھنا صدقہ ہے۔

كُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، ہر تکبیر صدقہ ہے۔

بُضْعَةُ أَهْلِهِ صَدَقَةٌ، میاں بیوی کا ملنا صدقہ ہے۔

مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، تم جو (رزق حلال) خود کو کھلاتے ہو وہ صدقہ ہے۔

مَا أَطْعَمْتْ وَلَدَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، جو کچھ اپنے بچوں کو کھلایا صدقہ ہے۔  
 مَا أَطْعَمْتْ زَوْجَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، جو کچھ اپنی اہلیہ/اپنے شوہر کو کھلایا یا وہ صدقہ ہے۔  
 مَا أَطْعَمْتْ خَادِمَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، تم نے جو کچھ اپنے خادم کو کھلایا وہ تمہارے لیے صدقہ ہے۔

أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے۔  
 تَهَىٰ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، برائی سے روکنا صدقہ ہے۔  
 يُجَسِّدُ عَنِ الشَّرِّ فَلِئِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ، شر سے اپنے آپ کو روک لے تو یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

ان اور اس طرح کی دیگر صحیح احادیث کے آئینے میں دیکھیں تو کئی سبق حاصل ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر نیت خالص اور کوشش سچی ہو تو ایک صاحبِ ایمان کی زندگی کا ہر مرحلہ، بہترین عبادت اور رب کی بندگی بن جاتا ہے۔ دوسری طرف اگر نیت میں فتور، دل میں غرور، ذہن میں ریا کاری کا شائبہ یا زبان و نگاہ سے احسان جتلانے کا ارتکاب ہو جائے، تو بڑی سے بڑی نیکی بھی راکھ بنا کر ہوا میں اڑا دی جاتی ہے (ہبلاء منشوراً) جن اعمال کو رحمتہ للعالمین نے صدقہ قرار دیا ان پر غور کریں تو ان کی غالب اکثریت دوسروں سے حُسنِ سلوک، ان کا بھلا سوچنے اور ان سے بھلائی کرنے پر مشتمل ہے۔

ایک اور اصولی بات بھی بہت اہم ہے۔ ہم بعض اوقات حُسنِ معاشرت یا حُسنِ عمل کے بہت سارے پہلوؤں کو غیر اہم سمجھ لیتے ہیں۔ معاشرے میں پائے جانے والے بڑے بڑے ناسور، اقامتِ دین کا عظیم فریضہ، ظلم اور ظالموں سے نجات کی جاں گسل جدوجہد، اصلاحِ معاشرہ اور اصلاحِ حکومت جیسے کارِ نبوت ایک جانب رکھیں تو مسکرا کر ملنا، راستے سے اذیت ہٹا دینا، کھانا کھلا دینا، عیادت و تعزیت کر لینا یا بعض تسبیحات و اذکار کر لینا، بہت چھوٹی باتیں محسوس ہونے لگتی ہیں۔ لیکن اسی موقع پر ایک مسلمان کی زندگی میں توازن کا امتحان ہوتا ہے۔ ہم میں سے کچھ افراد اذکار و اُوراد ہی پر اکتفا کرتے ہوئے صرف اسے ہی راہِ نجات سمجھ لیتے ہیں۔ بعض دوسرے ان مسنون اعمال کی استہزات تک کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ حالاں کہ دونوں پہلو ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔

اُمّتِ مصطفویٰ کی کئی اہم عبادات جنہیں ہم نے فراموش کر دیا اور دوسروں نے اپنا لیا ہے کا شدید احساس جاپان جا کر بھی ہوا۔ وہاں موجود احباب نے جاپانی معاشرے کی بہت سی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بتائی کہ: ”کسی جاپانی کے بارے میں یہ سمجھنا کہ وہ آپ سے جھوٹ بولے گا، یہ نہیں ہو سکتا“۔ سبحان اللہ، ایک جاپانی صرف اس لیے جھوٹ نہیں بولے گا کہ وہ جاپانی ہے، اور اس کے معاشرے نے اسے جھوٹ نہ بولنے کی تعلیم دی ہے۔ جھوٹ سے بچنے بلکہ جھوٹ کے بارے میں سوچنے سے بھی منع کرنے کے لیے وہاں کے نرسری اسکولوں ہی سے تربیت کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ سچ ہی کی نہیں، محنت، خود اعتمادی، اور دوسروں کی مدد کرنے کی کئی مثالیں مشاہدہ کرنے کو ملیں گی۔ جاپان میں کسی سے راستہ پوچھ لیں تو مکمل تفصیل اور تسلی سے راہ بتائیں گے۔ بعض اوقات تو ساتھ ہی چل دیں گے کہ دشواری نہ ہو۔

صادق و امین ہستی کے اُمّتی تو ہم ہیں.....؟ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ: **اَيُّ كُؤْنِ الْمُؤْمِنِ كَثَرًا**؟ کیا کوئی مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ آپ نے سچ کو جنت اور جھوٹ کو جہنم کی راہ قرار دیا۔ نبی کامل، دین کامل لے کر آئے۔ ایک کامل اسلامی معاشرہ، اس دین کامل کو اپنا کر ہی وجود میں آ سکتا ہے۔

ہم یہ حقیقت بھی جانتے ہیں کہ ذرہ برابر نیکی (مِثْقَالَ ذَرَّةٍ) بھی اکارت نہیں جاتی۔ کویت کے ایک دوست کا سنایا ہوا، سچا واقعہ سن لیجیے۔ کہنے لگے کہ: ہماری مسجد میں ایک ہندو نے اسلام قبول کر لیا سب بہت خوش ہوئے۔ نو مسلم بھائی سے قبول اسلام کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ وہ ایک خا کر وہ ہے۔ گذشتہ طویل عرصے سے مسجد کی قریبی سڑکوں پر چھاڑ دیتا ہے۔ فلاں سڑک پر جھاڑ دیتے ہوئے، اذان کی آواز آتی۔ پھر فلاں گھر سے ایک صاحب باقاعدگی سے نماز کے لیے نکلتے۔ میرے پاس سے گزرتے ہوئے وہ اپنی جیب سے عطر کی شیشی نکالتے، مسکراتے ہوئے میرے ہاتھ کی پشت پر عطر لگاتے اور مسجد چلے جاتے..... بس ان کا یہ خاموش پیغام ہی مجھے آج مسجد لے آیا ہے۔ مسکراہٹ اور خوشبو کا صدقہ یقیناً دونوں کو جہنم کی آگ سے بچا گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظیم الشان سلطنت میں ایک چھوٹے پرندے ہد ہد اور چھوٹی سی چیونٹی ہی کو دیکھ لیجیے۔ ہد ہد نے دیکھا کہ ملکہ اور اس کی رعایا، اللہ کے بجائے سورج کی

پوجا کر رہے ہیں، آنکھوں پر یقین نہ آیا، اور تڑپ کر دربار نبوت میں پہنچا۔ پورا ماجرا سنایا اور بالآخر ایک پوری قوم کو اللہ کی بندگی میں لانے کا ذریعہ بن گیا۔

چیونٹی نے دیکھا کہ ساری چیونٹیاں اپنے کام کاج میں مگن ہیں اور سلیمان علیہ السلام کا لشکر سر پہ آن پہنچا ہے۔ تن کہ کھڑی ہو گئی، پوری قوت سے چلائی: يَا أَيُّهَا النَّعْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَخْطِئُكُمْ سُلَيْمَانٌ وَجُنُودُهُ (النمل ۲: ۱۸) ”چیونٹیو! فوراً گھروں کے اندر چلی جاؤ۔ یہ نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں کچل کر رکھ دے“۔ چیونٹی کی یہ دہائی حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی سنی لی، فوراً لشکر کو رکنے کا حکم دیا اور بے اختیار کلمات شکر زبان پر آگئے: رَبِّ أَزْوَاجِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتِكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَاتِي وَأَنْ أَسْتَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ (النمل ۲: ۱۹) ”اے میرے رب، مجھے قابو میں رکھ کہ میں اُس احسان کا شکر ادا کرتا رہوں، جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور ایسا عمل صالح کروں، جو تجھے پسند آئے، اور اپنی رحمت سے مجھ کو اپنے صالح بندوں میں داخل کر“۔ رب ذوالجلال کو یہ منظر اور اس میں پوشیدہ اسباق اتنے پسند آئے، کہ پورا واقعہ تاقیامت قرآن کریم میں ثبت کر دیا۔ ہمیں تعلیم دینا مقصود تھا کہ ہد ہد اور چیونٹی کے صدقے جتنا بھی صدقہ کرو گے (نیکی کا حکم صدقہ ہے) تو پورا پورا اجر ملے گا۔

چیونٹی کی اس پکار میں ایک اور بات بھی بہت اہم ہے۔ حضرت سلیمان اور آپ کے لشکر کی آمد سے خبردار کرتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی کہا: وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ، یعنی یہ نہ ہو کہ وہ تمہیں کچل ڈالیں اور انہیں پتا بھی نہ چلے۔ دوسروں سے حُسن ظن کی اس سے جامع مثال شاید کہیں اور نہ ملے۔ سری لڑکا کی مسکراہٹ اور تعلیم کا اعلیٰ تناسب، جاپانیوں کی محنت اور سچائی، کویتی بھائی کی لگائی ہوئی خوشبو، ہد ہد کی زیرکی اور چیونٹی کی پکار، ہمیں بھی یہ پیغام دے رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین طے شدہ ہیں۔ جو ان کی پابندی کرے گا، کامیاب و کامران ہوگا۔

سبق پھر پڑھ صدقت کا، عدالت کا، شجاعت کا

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا